

بِسْمِ الْقُرْآنِ بِأَمْرِ الْإِمَامِ الْحَسَنِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ

رِسَالَهُ نَافِعَةً مَوْسُومَةً بِهِ

هَذَانِ الْأَصْفِيَاءُ

سَمَاعُ الصُّلَاحِ

مُتَنَبِّهُ الْفَضْلِ مَوْلَانَا مَوْلَى مُحَمَّدٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَآلِهِ
صَابِرٌ وَتَوَّابٌ حَبِيبٌ رَزِينٌ

حَسْبُ الْإِشَادِ
حَضْرَتِ صَاحِبِ زَادِهِ أَبُو الْغَفُورِ سَيِّدُ مُحَمَّدٍ غَوْثُ شَاوَاهِ صَابِرٌ

مُحَمَّدٌ شَيْخُ عَلِيٍّ وَلِ شَرِيفٌ
مُحَمَّدٌ شَيْخُ عَلِيٍّ وَلِ شَرِيفٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد وآله وصحبه
والآخريين وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الهاديين المحدثين
وعلى عباد الله الصالحين وملكته المقربين

امابعد

پس واضح رائے اولی الابصار ہو کہ آج تک جس قدر تصانیف خاک رائے کی ہیں۔ غیر
فرقہ جات رشیعہ مرزائی و بابی و غیرہ کی تردید میں لکھی گئی ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حق تعالیٰ
کے مقابلہ میں مجبوراً قلم اٹھانا پڑا ہے۔ اور یہ ایک محترم بزرگ صاحب سجادہ کے فرمان کے مطابق
ہوا ہے۔ والہامود معذود

مولوی پیر طہر شاہ حنفی المذہب میرے پورے دوست ہیں۔ بلکہ سب سے اول آپ کو ضلع جہلم
سے روٹنا س کر نیکیا باعث ہی خاک رائے ہے۔ جب کہ سالانہ جلسہ انجمن حنفیہ جہلم منعقدہ ۸ اکتوبر ۱۳۸۱ھ
پراگھو ہو گیا تھا۔ چنانچہ انکے وعظ کا ذکر میرے مولفہ رسالہ صداقت مذہب غفاری ص ۱۱ میں بھی موجود ہے
پیر صاحب کی اس کارگزاری پر میں بہت خوش ہوں کہ انہوں نے فقہ رضی کے سد باب کرنے میں
خاص جدوجہد کی اور اس سہمی میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ چنانچہ ایسے دیہات میں جہاں جہاں لوگ رضی
کے پیکانے سے پاک نفوس اصحاب کبار رسول پاک پر تبرا بازی کرتے تھے۔ وہاں اب کلہ طیبہ کا درد اور
حق چار پار کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں آج کل سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہ
رضی کے بچنے سیلاب کو روکا جائے۔ جو اسلام کی بچ کئی کے لئے مخالفین اسلام را آریہ میسائیوں کو
زیادہ کام کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ہر وقت یہی کام ہے کہ اصحاب و ازواج رسول کی نسب شتم کا درد کریں
اور لعنت و تبرا کا طوق تو انکے گلے میں ایسا پڑا ہے کہ قیامت تک بھی گلو گیر رہیگا۔ نماز۔ روزہ۔ حج
زکوٰۃ سے انکو مطلق واسطہ نہیں۔ بجائے کلہ طیبہ اور صلوة و سلام کے یہ لوگ لعنت و تبرا کو اپنا وظیفہ

دائی رکھتے ہیں۔ اور بزرگان دین کو شہ شتم اور گالی گلوچ کرنا ہی عبادت سمجھتے ہیں۔ علماء کرام ہیں کہ
اونکو اس فتنہ کے انداز کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ امراتو علماء کو بھی روکتے ہیں کہ تم لوگ اس بحث
میں پڑ کر فترت بین المسلمین کا باعث ہو رہے ہیں۔ اگر شاخ کرام ہی اس فتنہ کے انداز کی طرف
متوجہ ہوں۔ تو اونکی رائے توجہ سے اس کا قلع و قمع ہو سکتا ہے۔ لیکن انیس سیکڑ بزرگ ہرولعزیز بن کر
پیری و مریدی کی توجہ کے خیال سے رد افغن سے بھی اختلاط پسند کرتے ہیں۔ جسکا اثر جہاں پر پڑا
پڑتا ہے۔ اور ان دشمنان دین کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہاں اس مقدس جماعت (شاخ کرام)
سے بھی ایسے چند بزرگ موجود ہیں۔ جسکو اس امر کا احساس ہے اور وہ بذریعہ ہندو نصیحت و غلط تبلیغ ان
فرقہ جات ضائعہ ردوافغن۔ مرزائی۔ و بابی و غیرہ کی تردید کرتے بہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس مونی
حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کا اس بارہ میں مبرا دل ہے۔ وہ اپنے ہر وعظ میں ان لوگوں کی
خبریا کرتے ہیں۔ ایسا ہی حضرت خواجہ ضیاء اللہ والذین سیالوی مرحوم نورانہ مقدمہ کو بھی اس طرف
پوری توجہ تھی۔ چنانچہ آپ غیر مذہب آریہ میائی کی تردید کے علاوہ ردوافغن و غیرہ کی تردید کا بھی پورا خیال
رکھتے تھے۔ چنانچہ میری کتاب آفتاب ہدایت رد مشعو کے بہت سے نسخے آپ نے طلب فرمائے تھے
کہ اسکی اشاعت فرمائیے۔ اور ایک کتاب شیعہ کی تردید کے لئے میرے سپرد فرمائی تھی۔ اور وعدہ کیا تھا
کہ جب اس کتاب کی تردید مکمل ہو جائیگی تو آپ اسکو اپنے مصارف سے طبع کر اکر اسکی اشاعت کریں گے۔ مگر
افسوس کہ زندگی نے وفائی نہ کی۔ اسکے بعد تھوڑے عرصہ کو آپ راگرائے عالم جاودانی ہو گئے اور کام رہ گیا
ان اللہ و ان اللہ راجعون۔

شکر ہے کہ حضور زفقور کے جانشین حضرت اقدس مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب علم فیوضہ کو بھی اس فتنہ
کے اتصال کی طرف پوری توجہ ہے۔ چنانچہ آپ کے حکم عام سے رکھا ہے کہ کوئی رضی میردین اس مقدس
بارگاہ (دربار سیال شریف) کے پاس تک بھٹکنے نہ پائے۔ اور آپ کے فرمان خاص سے تکفیر رد افغن
کا ایک فتویٰ بھی مرتب کیا گیا ہے۔ جس پر بہت سے ثقہ علماء و فضلاء کی موافقہ و تحفظ ثبت ہیں۔ بزرگ و متنا
آپ کی عمر و اقبال میں وصیت بننے۔ اور حکم اولاد سے کہ لایہ آپکا وجود و مسود اپنے والد ماجد اور اجداد
امجاد کی طرح اسلام و مسلمین کیلئے ابر رحمت ثابت ہو۔ امین ثم امین

اب ہم اپنی اصلی بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اندلوں حضرت صاحبزادہ مہد شاہ محمد غوث حسا
سجادہ نشین علاوہ شریف نے جو ایک بالکال و صاحب کرامت بزرگ ہیں بذریعہ فرمان خاص مجھے
ایک مختصر رسالہ موسومہ ظہور ہدایت لغرض تردید بھیجا۔ جو پیر طہر شاہ صاحب کی تصنیف ہے اس میں چند فقہیہ

تفہیم اور تعریف کا طریقہ کے پنجابی اشارہ درج ہیں جو قابل تحسین ہیں۔ اسکے اخیر میں صرف تین رُق کا ایک مضمون ہے۔ جس میں مناظرہ ڈیہریاں ضلع جالندہر کی روایت دیکھتے ہوئے اپنے مسئلہ سماع غدار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اور اسکی حرمت ثابت کرینکی کوشش کی ہے۔ اور اسکے ضمن میں ان مشائخ عظام پر بھی حملہ کیا گیا ہے جو خاص حالات میں اور خاص انخاص مجالس میں سماع غدار کو جائز رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث و فقہ و تصوف سے ثابت ہو گیا کہ اگر اک مع الزامیر کو جو شخص حلال جلنے و بھجنت گمراہ ہے۔ اور گمراہ کرنا والا الحمد ہے۔ اسکی بات بھی نہ سنی چاہیے۔ اس سے بھیت کرنا۔ اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا۔ اس سے میل جول رکھنا۔ محبت کرنا اور اسکو مقصدائے عالم سمجھنا حرام ہے۔ جب تک تائب نہ ہو اس سے تعلق نہ رکھنا چاہیے +

پیر صاحب جوش میں اگر حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کیا کہ انکے اس حملہ کی زد کہاں سے کہاں تک جا پڑتی ہے کسی اختلافی مسئلہ میں اپنا عندیہ ظاہر کر دینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا۔ لیکن اسقدر غلو کہ جو اسکے مخالف رائے رکھتے ہوں۔ انکی نسبت گمراہ وغیرہ سنگین کلمات استعمال کرنا بہت ہی برا رویہ ہے۔ پیر صاحب کو اگر علم سے کچھ منہ ہوتی اور کتب حدیث و فقہ و تصوف پر کچھ عبور رکھتے تو ایسے اختلافی مسئلہ میں اس حد تک تجاوز نہ کرتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ نہ دوسرے سخن بحث کردن رویت + خطا بر بزرگان گفتن خطاست۔ خاص حالات میں خاص افراد کے لئے جو اسماع غدار کے قائل بڑے بڑے علما۔ صوفیائے کرام ہو گئے ہیں۔ اور اب بھی ہیں کتب حدیث و فقہ و تصوف سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز مسیح الدین اجیری اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سماع غدار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ میر علی اور آپ کے خلفا حضرت خواجہ سید غلام حیدر شاہ صاحب جلالپوری حضرت اقدس پیر صاحب گوڑی بھی مجلس خاص میں سنا کرتے۔ پھر کقدر جبارت ہے کہ پیر ظہور صاحب بلا استثناء غدار سننے والے کے خلاف ایسا فتویٰ جڑ دیں +

غرض مسئلہ اختلافی ہے۔ اور اس بارہ میں کئی رسائل تصنیف ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایک رسالہ خیر المذاہی فی حرمۃ الملاہی۔ مولوی محمد عین القضاۃ حیدر آبادی نے در بارہ حرمت غدار تصنیف کر کے دلائل حرمت غدار کی بھرمار کر دی۔ پھر اسکے جواب میں مولانا احمد الدین گانگوی سیالوی نے رسالہ ضیاء شمس الافکار فی تحقیق سماع الافکار الفجار تصنیف کر کے رسالہ مذکورہ کے دلائل کے پرچے اور آؤ یہ رسالہ ہفت میرے سامنے ہے۔ اور اسکے ہوتے ہوئے اب اس بارہ میں کسی مجدد رسالہ کی تالیف

کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اتنا لالامیر ظہور کی ظہور ہدایت کی تنقید و تردید میں مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ امیں رسالہ ضیاء شمس الافکار سے بھی کسی قدر استفادہ کیا گیا ہے۔

پیر صاحب کا استدلال

پیر صاحب نے استدلال میں اولاً تین آیات قرآن پیش کی ہیں۔ پہلی آیت **وَأَسْتَفْزِزُكُم بِمَلَكَةٍ مِّنْهُمْ يَمْسُكُكُمْ**۔ پارہ پندرہ۔ سورہ بنی اسرائیل۔ دوسری آیت **وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّوْرَ**۔ پارہ ۱۹۔ سورہ فرقان۔ تیسری آیت **وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ** پارہ ۲۱ سورہ لقمان۔

آپ لکھتے ہیں کہ آیت اولیٰ میں صوت شیطان سے مراد غدار و مزامیر ہیں۔ دوسری آیت میں لغو سے مراد مجلس غدار۔ اور تیسری آیت میں لہو الحدیث غدار ہے۔ سو ظاہر ہے کہ لفظ آیات ثلاثہ میں غدار یا مجلس غدار یا مزامیر کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی کسی آیت سے حرمت غدار کا کوئی ثبوت ملتا ہے پہلی دو آیتوں میں مزامیر یا غدار کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔ نہ کسی ترجمہ کرینوالے نے ترجمہ میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ پہلی آیت میں حقائق شیطان لعین کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تو اپنی ساری طاقت بہکی باتوں سے انکو بہکانے پر خرچ کر دے۔ اپنی ساری فوج سوار و پیادہ بھی امداد کیلئے لے کر۔ انکے اموال و اولاد میں بھی شرکت کر لے۔ ان سے جو ملے وعدے بھی کر لے۔ جو سر اسر کر و فریب ہوتے ہیں۔ میرے پاک بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکتا۔

اس آیت میں صوت شیطان سے مراد غدار و مزامیر لینا اس روشنی کے زمانہ میں جگہ مبنائی کرنا ہے۔ کیا شیطان طبلہ و سازنگی لئے ہر ایک بندے کے پیچھے دوڑا پھرتا ہے۔ کہ میرا گناہ گنہگار مت ہو کر میرے تابع حکم ہو جاؤ گا کہ پیر ظہور فرماتے ہیں صوت شیطان سے مراد سماع ہی ہے تو پھر تو شیطان کہہ سکتا ہے کہ میرا طوطا بڑے بڑے عباد و ضلعین (مشائخ کرام) پر چل گیا۔ جو سماع کو اپنا معمول سمجھتے ہیں۔ پھر قول **رَحْمَانِ إِنَّ عِبَادِي لَكِن لَّكَ غَلِيظٌ سُلْطَانٌ** کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ تیسری غلط بڑی یا بھینس۔ کیا ایسی بے نیکی اٹھنا اپنی علمی پردہ دری کرنا نہیں ہے۔ ہفت قرآن کریم کے تین ترجمے میرے پاس موجود ہیں نئے مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی نے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ امیں سے جسے اپنی (چکنی چپڑی) باتوں سے (بہکاتے) ابن پڑے۔ بہکا مولیٰ۔ فتح محمد تائب نے اسکا ترجمہ یہ کیا ہے۔ ہلائے جسے ہلا سکے امیں سے اپنی آواز سے۔ مولانا شاہ۔ فیض الدین کا ترجمہ ہے۔ اور بہکا جسکو بہکا سکے امیں سے ساتھ اپنی اولاد کے۔ محبوب کہ کسی ترجمہ کرینوالے کو پیر ظہور والی بات نہ سوجھی کہ خطوط و حدانی میں ہی غدار و مزامیر سے الگ ہدیتے +

لو اب میں ایک تہ نہ تفسیر میناوی کی عبارت ہی لکھوں واستغفر ذی واستغفر من استطعت
میں ان تفسیر کے بصوتک بد عاتک الی الفساد کیا قاضی میناوی کو پیر ظہور جتنا فہم وادراک
تھا کہ وہ بصوتک کی تفسیر میں بالغار والمزایر لکھ دیتے۔ ایسا ہی آیت والذین لا یتہمدون الزود
کو بھی اس مسئلہ سے مطلق لگاؤ نہیں ہے مترجمین اور مفسرین نے لایتہمدون الزود سے مراد وہی
لوگ رکھے ہیں جو جھوٹی گواہی نہ دیں۔ (دیکھو ترجمہ مولوی تذیر احمد دہلوی)

تفسیر میناوی مسئلہ میں ہے والذین لا یتہمدون الزود۔ لئے لا یتہمدون الشهادة الباطلة
اولا یحضرون محاضرات الکذب فان مشاهدة الباطل شرک فیہ۔ قاضی میناوی کو یہاں بھی
شہادۃ الزور کی تفسیر غنار و مزامیر نہ سمجھی۔ بھلا شہادۃ الزور غنار و مزامیر میں کیا نسبت۔ کیا تفسیر
بالای نہیں تفسیر آیت ومن الناس من کثیر فی کھو الحدیث یضلل عن سبیل اللہ فیکون علیہ
وینحون ما هم ذوا۔ اولیک کھو عذاب کھین۔ پارہ ۲۱ سورہ لقمان پیر صاحب کہتے ہیں کہ ہوا الحدیث
سے مراد بھی غنار و مزامیر میں سو اس آیت میں بھی غنار و مزامیر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تفسیر میناوی
میں ہے کھو الحدیث ما یلہی عما یعنی کا حدیث الی الاصل لھا والا سا طیلہ لقی لا اعتبار
فیہا والمضاحیک وفضول الکلام والا حضافۃ بمعنی من دھمی تبیین تہ ان امرہ بالحدیث المنکر
وتبعیضہ ان امرہ بالاعمال منہ وقیل منزلت فی النظر بن الحارث اشترے کتب الاحیام
وکان یحدث بها قریباً ویقول ان کان محمد یحدثکم بحديث عاد وثمود فانما اخذکم بحديث رستم
واسفندیار والا کاسورۃ وقیل کان یشتری البیان ویحملہن علی معاشیۃ من امرہ الاسلام ومنہ عندہ
ترجمہ ہوا الحدیث سے مراد لایعنی باتیں ہیں ایسی باتیں جنکی کوئی اصل نہیں اور ایسی کہانیاں جنکا کوئی اعتبار
نہیں اور بعضی محول کی باتیں اور لغو الکلام۔ بعض نے کہا ہے کہ آیت مفسرین حارث کے بارہ میں نازل ہوئی
جو عجیبو نہ کی کتابیں خرید کر قریش کو تحفے سنانا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمتیں عاود
نمود کے تحفے سنانا ہے تو میں ہمتیں رستم و اسفندیار وغیرہ سلاطین کی کتابیں سنانا ہوں۔ بعض نے کہا
ہے کہ وہ گائیوالی نوڈیاں خرید کر انکو کہتا کہ اسلام لائیکا جو ارادہ کریں انے صحبت کر کے اسلام سوراکیں
را یا ہی دیگر تفسیر غارن وغیرہ نے بھی لکھا ہے) ایسی آیت جسکے کئی احتمال بیان ہوئے ہیں عرض
استدلال میں پیش نہیں ہو سکتی۔ بعض نے ہوا الحدیث سے مطلق لغو اور فضول لایعنی باتیں مراد لی
ہیں۔ بعض نے مفسرین حارث کے تحفے کہانیاں مراد رکھی ہیں اور کسی نے نوڈیاں گائیوالیاں جو
مفسرین حارث نے خرید کی تھیں قرار دی ہیں۔ پھر اس سے صرف غنار و مزامیر مراد رکھنا پیر ظہور کی

نافی ہے۔ ان ہمیں کلام نہیں کہ مفسرین حارث کی خرید کردہ گائیوالی نوڈیوں کی طرح نوڈیوں کا
کمانا سنا بالاتفاق حرام ہے۔ کلام تو اس میں ہے کہ مجلس صلیا میں جبکہ اعراس پر ہوتا ہے۔ پہلے
تلاوت قرآن کریم ہوتی ہے۔ پھر نفیۃ اشعار اور اولیاء کرام کے اوصاف اور عشق الہی کے بھر کا بیوالی
غزلیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ یہ اس آیت کا مصداق کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس میں
اضلال عن سبیل اللہ یا استہزاء وغیرہ کا کہاں وجود ہے۔ فقہاء کی اس تصریح سے ہم بھی متفق ہیں کہ مجلس
فتان میں فحش گیت۔ عورتوں کے قد و خال کی تعریف یا استغیہ اور نہ اقیۃ غزلیات بالخصوص زنیوں اور عورتوں
کے منہ سے سنا بالکل حرام ہے۔ جہاں کہیں فقہ و حدیث کی کتابوں میں حرمت غنار کا ذکر آتا ہے اس
سے مراد اس قسم کا غنار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عورتوں کا گانا بجالے خود نا محرمون کی مجلس میں اونکو اگر
بیٹھنا یا ان سے مردوں کا اختلاط بھی سخت ممنوع ہے۔ لیکن اس سے جناب پیر ظہور نے بھی نہیں ہوتے
بلکہ حسین عورتیں خلوت اور جلوت میں پیر صاحب کی مجلس کی زمیت رہتی ہیں۔ اور نہ ہی ان میں انکو تعلیق
کی جاتی ہے۔ پیر صاحب اگر بیہ فرقت ہوتے یا بوزمی عورتیں آپ کے پاس آکر مستفیض ہوتیں تو اور بات
تھی۔ اشارۃً آپ بھی حسین جوان۔ اور عورتیں بھی بالعموم حسن کی دیوایاں ہوتی ہیں۔ پھر اگر فیض عن
سبیل اللہ۔ اور یخین ماہرہ فا۔ کا یہاں ممنون صادق آجائے تو جائے تعجب نہیں ہے میں پیر صاحب
کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان غارگران دین حسین عورتوں کی مخالفت سے مطلق پرہیز کریں۔ پھر اگر کوئی شخص آپ
کے وعظ و بیان اور تبلیغ و تذکر پر متعرض ہو۔ تو اسکی جواب دہی میرے ذمہ ہوگی وما علینا الا البلاغ

احادیث سے استدلال

آیات کا جواب تو ہو چکا۔ پیر جی نے استدلال میں چند احادیث بھی پیش کی ہیں۔ انکا جواب بھی سن لیتے
پہلی حدیث عن ابی عامر فابی مالک الاشعری واللہ ما کن بنی سمر البنی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لیكون من امتی اقوام یتحلون الخمر والسریر والخمر والمعارف الخرجی یعنی حضور نے
فرمایا کہ میری امت سے ایسی اقوام ہونگی جو ریشم شراب اور معارف کو حلال سمجھیں گی۔ حالانکہ وہ حرام ہیں
وجہ استدلال یہ بیان کی جاتی ہے کہ المعارف کا لفظ لام ہنراقیہ ہے جس سے جمیع قسم معارف کی حرمت
ثابت ہوتی ہے۔ پیر جی چونکہ علم نحو سے نااہل ہیں انہوں نے استدلال میں یہ نہیں کہا۔ لیکن رائے انہوں کی
میں اسکا ذکر ہے۔ سو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ الخمر الخمر المعارف کا لام ہنراقی قرار دینگے
تو معنی صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ ریشم کا استعمال بالعموم حرام نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کے لئے مباح۔ مردوں کے لئے
جہاد میں اسکا استعمال جائز ہے۔ نیز اگر کسی کپڑے کا علم ریشم کا ہو تو فقہ رابع اصابع جائز ہے۔ ایسا

ہی اگر تانا ریشم اور باناسوت کا ہو تو بھی مباح ہے۔ ایسا ہی صاحب قلم کیلئے بھی مباح ہے۔ ایسا ہی المعازف کا لام بھی متفرق کا فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ معازف میں ف بھی داخل ہے اور وہ اعلان نکاح کیلئے بالاتفاق مباح ہے۔ ایسا ہی غازیون کے اوبھائے کیلئے وصول۔ بابا بجایا جاسکتا ہے تو لامچا مانا پڑے گا کہ المعازف سے مراد خاص معازف ہیں۔ جبکہ استعمال مجلس شادی میں ہوا اور خوش گیت اور عشقیہ نذاریہ غزلیں گائی جائیں۔ یا عورتوں کی زبانی گیت سنے جائیں۔ سو ایسے معازف ہمارے نزدیک بھی حرام ہیں۔ البتہ جو قوالی اور نعت خوانی مجلس ولیمہ و ہفایا میں ہوتی ہے۔ جس میں خدا و رسول کی تعریف اور اولیاء و صلحاء کے محاسن اور عشق الہی کے جذبات بڑھانے کیلئے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ یہ ہرگز ممنوع نہیں ہے کما سیاقی ذکر۔ علاوہ ازیں نقاد فقہ حادیث نے اس حدیث پر جرح کر کے اسکو منقطع قرار دیا ہے۔ جو قابل محبت نہیں ہوتی۔ والجمہ مقدم علی التقدیل۔ دوسری حدیث ترمذی میں ہے تھکون فی امتی خف وسمی اذا ظہرت القینات والمعازف در ترجمہ میری ہمت میں بعض لوگ زمین میں سنسن جائینگے اور بعض کی شکلیں مسخ ہو جائیں گی۔ یہ اس وقت ہوگا جبکہ گائیوالی عورتیں آلات ہوا و باغ وغیرہ اسے گانا کرینگی۔ سو اس حدیث میں اس غنا کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ جو مخنیفہ عورتوں نے سنا جائے۔ اس کے جواز کا کوئی قائل نہیں۔

تیسری حدیث سنن ابوداؤد میں ہے عن نافع قال سمع ابن عمر بن مزمز اذا وضع اصبعیه فی اذنیہ و نای عن الطريق و قال یا نافع هل سمع شیئا فقلت لا فوضع اصبعیه عن اذنیہ و قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثلھا فسمع مثل هذا (ترجمہ) نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے منبری کی آواز سنی اور اپنے دونوں کانوں میں انگلی کر لی۔ اور راستہ چھوڑ دیا اور کہا نے نافع کیا اب بھی آواز سنائی دیتی ہے۔ میں نے کہا نہیں پھر آپ نے انگلیاں نکال لیں اور فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا تھا تھا آپ نے اسی طرح آواز سنی اور ایسا ہی کیا۔

پیر ظہور نے مزار کا معنی منبری کیا ہے۔ حالانکہ مزار ساز کو کہتے ہیں کوئی ہو۔ اس سے بھی صحیح مزار کی نہی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ مزار میں دف بھی داخل ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دف کی آواز سنی کانوں میں انگلیاں نہیں کھیں بلکہ اس کے بجائے ایک اجازت بھی دی۔ سو یہ مزار کوئی جاہلیت کا مزار ہوگا جس پر گائیوالا جاہلیت کے خوش گیت گارہا ہوگا۔ اس لئے اپنے اس کے سننے سے کراہت فرمائی۔ سو ایسے مزار میر اور ایسی غنا کی حرمت کے ہم بھی قائل ہیں۔

علاوہ ازیں جہاں کہ کیا ہے سعادت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کانوں میں انگلیاں کر لینا۔ اس

وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ حضور والا پر اس وقت کوئی عظیم الشان حالت (متفرق) طاری ہو اور مزار کا شورا و کا محل ہو اور وہ حضور علیہ السلام کا ابن عمر بن کو اس کی آواز سننے سے کہنے کی اجازت دینا صاف دلیل ہے کہ اس کا سننا ممنوع نہ تھا۔ ورنہ ایک صحابی کو ممنوع مزار کی آواز سننے کی اجازت دینا شان رسالت کے منافی ہے۔ اس واقعہ کو حضرت امام شافعی نے مزار میر کی آواز سننے کی علت کی دلیل قرار دیا ہے۔ (دیکھو کیا ہے سعادت) چوتھی حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشرین ناس من امتی الخمر یسوفھا بغیر اسھا یعرف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخف اللہ بھم الارض و یجعل منھم القرۃ و النخادیر (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ ضرور میری امت میں کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔ اور ان کے روبرو آلات ہوا و باغ وغیرہ سازنگی و غیرہ اہجائے جائینگے اور گائیوالی عورتیں ان کے سامنے گائیں گی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زیر زمین غرق کرے گا۔ اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

اس حدیث میں بھی اس گانے بجائیکا ذکر ہے جو عورتوں کے گانے میں ہوتا ہے یہی مضمون حدیث نمبر ۲۱ کا ہے۔ سو ایسے گانے بجائیں کہ حرمت میں کوئی کلام نہیں ہے۔

اب احادیث کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اب قنوی کی باری آتی ہے۔ پیر ظہور نے استدلال میں عبارت در مختار اور شامی کی نقل کی ہے و دولت السلۃ ان الملاھی کلھا حرام و یدخل علیہم بلا اذنہم لا یحکموا ولا یمنون قال ابن مسعود صوت اللہ و الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبتۃ قتقت و فی البؤرنیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب و نحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام اذ دخل صبیحہ فی اذنیہ (در مختار) میں کہتا ہوں کہ پیر ظہور ایسی عبارات کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کیا ان الملاھی کلھا حرام ہے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام کھیلیں حرام ہیں۔ آپ نے یہ عبارت در مختار سے نقل نہیں کی نہ آپ نے در مختار یا شامی خواب میں بھی دیکھی ہوگی۔ ورنہ اس عبارت کے اخیر میں لقولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام اذ دخل صبیحہ فی اذنیہ تحریر کر کے اپنی لاعلمی کا پردہ فاش نہ کرتے اصل عبارت میں بجائے اذ دخل صبیحہ فی آخرہ کے استماع الملاھی معصیۃ درج ہے نیز یہی قیاس پر علامہ شامی نے تصریح کر دی ہے کہ تین کھیلیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ قال علیہ السلام لھو المؤمن باطل الا فی ثلاث تا دبیہ فرسہ و فی روایتہ ملاعبتہ بفرسہ و مرہبہ و قوسہ و ملاعبتہ مع اھلہ (ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام کھیلیں باطل ہیں سوائے تین کھیلوں کے۔

(۱) شاہسواری کا کھیل (۲) قیراندازی کا کھیل (۳) اپنی عورت سے دل لگی۔ ایسا ہی ہی ہو تو پیر ظہور علامہ شامی

نے بعض فناء بھی مستثنیٰ کر دیے ہیں۔ حیث قال۔ وقیل ان تفتیٰ لیستقیم نظم القوافی ویصیر
فصیح اللسان لا باس به وقیل ان تفتیٰ وحده لنفسه لدفع الوحشة لا باس به (ترجمہ)
کہا گیا ہے کہ اگر اس غرض سے گانے کے کو قوافی درست طور پر ادا ہوں اور اسکی فصاحت سانی ثابت ہو
تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر تنہائی میں دفع وحشت کیلئے گانے کے تو بھی کچھ
مضائق نہیں ہے۔ علاوہ انہیں پر ظہور نے اگر اصلی کتاب شامی دیکھی ہوتی تو انکو معلوم ہو سکتا کہ گوشتا
سماع ناجائز اور کونا جائز ہے۔ چنانچہ شامی ص ۱۱۱ جلد ۱ میں تصریح ہے قال فی التادخانیۃ
قراءة الاشعار ان لم یکن فیہا ذکر الفسق والفساد ونحوہ لا تکرہ و فی الظہیریۃ قیل معنی
الکراہۃ فی الشعر ان یشغل الانسان عن الذکر والقراءۃ والا فلا باس به الا وقال فی
تبیین المحامد واعلم ان ما کان حراما من اشعر ما فیہ فحش او جھو مسلمہ او کذب علی اللہ تعالیٰ
وہو ملہ صلعم او علی الصحابۃ او تزکیۃ النفس او الکذب او التخاذل او الذم لہم و القدر فی
الانسان و کذا ما فیہ وصف امر وادوارۃ بعینہما اذا کانا حین فائدہ لا یجوزہ وصف
امر اذ معینۃ حیدہ ولا وصف امری دینی حسن الوجه بین یدی الرجال (ترجمہ) اتار غانیہ
میں ہے کہ اشار کا پڑھنا اگر امنیں فحش نہ ہو۔ یا کسی لڑکے کے حسن کی تعریف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔
اور قوافی ظہیریہ میں ہے کہ اگر اشعر فی الشعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ شعر غافی او سکو ذکر اور تلاوت قرآن
سے روک دے۔ ایسا نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور تبیین الحرام میں ہے کہ حرام شعروہ ہے جس میں
فحش ہو یا کسی مسلمان کی سبوح ہو۔ یا خدا تعالیٰ پر افتراء ہو۔ یا رسول خدا یا صحابہ کرام پر یا جھوٹ ہو یا مذموم
تفاخر ہو۔ یا کسی انسان کی عیب گیری ہو یا کسی امر و معین زندہ کی یا عورت معینہ زندہ کی مرد و معینہ
سامنے وصف و ثنا کی جائے۔

تو یہی سماع حرام اس قسم کے اشار کا سننا نا ہے۔ جبکو اپنے مطلق سماع سمجھ لیا ہے
ایسے سماع کو ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ لیکن سماع جو مجالس صوفیہ کرام میں ہوتا ہے اس قسم کا نہیں ہوتا
بلکہ ہمیں خدا و رسول کی تعریف۔ اولیا کرام کی مدح و ثناء عشق حقیقی کی جہلک نظر آتی ہے۔ او سکو
کون حرام کہتا ہے۔

پر ظہور نے اس موقع پر شامی کی یہ عبارت بھی لکھی ہے قال لشارح زاد فی الجوہرۃ ما یفعلہ
متصوفۃ زما تاجوا لا یجوزہ القصد والجلوس الیہ۔ الخ سوا اس عبارت سے صوفیہ کے سماع
کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ متصوف کی جو نقل فقیر رنگ دھڑنگ دائروں اور تکیوں میں بیٹھ کر

تربازی یا کوس کیا کرتے ہیں سوائے سماع کو ہم بھی حرام اور برا کہتے ہیں۔ البتہ صلی صوفیہ کرام
کے سماع کو برا کہنا لاعلمی کی دلیل ہے۔ دیکھو اسکے متعلق فاضل شامی یوں تحریر فرماتے ہیں۔
الا تری ان ضرب تلك الالة بعینہا حل تادۃ و حراما خلی باختلاف النیت والامور
بمقاصد ما و فیہ دلیل لسادات الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعها امور اہم اعلم
بعافلا یبدا بالمعترض بالا نکاد کیلا یجرہ برکتہم فانہم السادات الاصفیاء امتنا اللہ
تعالیٰ بامداد اہم و اعاد علینا من صلحہ دعواتہم (ترجمہ) تم دیکھتے نہیں کہ نوبت و تقاریر
کا بچانا کبھی حلال ہوتا ہے کبھی حرام۔ بسبب اختلاف نیت اور مقاصد کے اور اس میں دلیل ہے ہمارے
صوفیہ عظام کی جبکہ مقصود امور اہم ہوتے ہیں۔ پھر معرض کو انکار کی جرات نہ کرنا چاہیے۔ تاکران
پاک نفوس کی برکت سے حرمان نہ ہو کیونکہ وہ ہمارے بزرگان دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی امدادات اور
صلح دعوات سے ہماری امداد فرمائے۔

دیکھا پیر صاحب علامہ شامی نے کس فصاحت سے صوفیائے عظام اور شائخ کرام پر کڑی
اور اعتراض کرنے سے روکا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ ایسے معرض انکی برکات اور دعوات سے محروم
رہتے ہیں۔ از خدا خواہیم تو فیق ادب + بے ادب محروم ماند از لطیف رب +
اگر پیر ظہور میں کچھ انصاف کا ادہ ہے۔ تو اس تحقیق سے انکی تسلی ہو گئی ہوگی۔ اور آئندہ
ان پاک نفوس (شائخ کرام) کے افعال اقوال پر ایسی لالینی اور بیجا کلمہ چینی سے باز کر انکی عاقبت
درست کر نیکیے۔ کیا آپ نے خواہ حافظہ کا یہ شعر نہیں سنا ہے

بجی سجادہ رنگیں کن گرت پیرمغان گوید + کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم نہر نہا۔

سنا گیا ہے کہ پیر ظہور اپنی مجالس عظیم غلیظہ الطالین کی ایک عبارت کا حوالہ دیکر اپنے مریدین
پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر بھی کس صراحت سے حرمت غلہ
و مزامیر کا فتویٰ دیتے ہیں عبارت یوں ہے فان حضی متکو کا لطلیل والمزمار والعود والشاہین
والرباب والمعاذف والطباہیر والاشین والشابۃ والجعران الذی یلعب بھا الترتل لا یجلس
ہناک لان جمیع ذلک محرم۔ (یعنی جہاں کوئی بری چیز ڈھول۔ مزار عود شاہین۔ رباب و دیگر
آلات سرود و طنبور وغیرہ ہوں جو ترک لوگ بوقت لعب استعمال کرتے ہیں۔ ایسی مجلس میں بیٹھنا بھی
نہ چاہیے کیونکہ یہ جملہ مزامیر حرام ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمارے بے ادبانا والا فلا فائدہ یقیناً ذلک ۱ لفظ المتصوفہ بدل علیہا مطابقت ۱۲

سواضع ہو کہ کتب فقہ اور اقوال افعال صحابہ و تابعین وغیرہم سے ثابت ہے کہ خاص حالات میں خاص غرض سے مجالس صلحا میں بعض مزامیر استعمال کئے جاتے تھے ہیں۔ دف کا بجانا حضور علیہ السلام کے رو پر و نذر ماننے والی عورت سے جس نے نذر مانی تھی۔ کہ میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سر پر دف بجاؤں گی اور حضور نے اجازت فرمائی تھی حدیث سے ثابت ہے۔ ایسا ہی اعلیٰ بالدف والی حدیث سے بھی اعلان نکاح کیلئے دف بجانا جائز ہے۔ فقہار نے فقہ ترجیح کر دی ہے کہ طبل عزاء طبل قافہ طبل العرس سب جائز ہیں (کا سیاتی) ایسا ہی دیگر بعض مزامیر کا سننا بھی بعض صحابہ کبار و علماء نامذہب سے ثابت ہے۔ پھر اس عبارت سے سوائے اسکے کیا مرد ہو سکتی ہے کہ یہ سب چیزیں جب کہ بطور لہو و لعب ہوں (جیسا کہ الذی یلعب بھا التہلک میں صریح اشارہ ہے) یا مجلس شاق میں بخش گیتوں کے وقت استعمال کئے جائیں حرام ہیں۔ اسکے ہم بھی قائل ہیں اور فقہار نے بھی اسکی موافقت بیان کی ہے۔ پھر یہ ظہور کی یہ دلیل بھی باقی دلیلوں کی طرح بہاؤ افشور ہو جاتی ہے۔

اب پیرہنی کے دلائل کا حشر ہو چکا ہے اور انکے سائے دلائل کی کافی تردید ہو چکی ہے۔ انکے پاس اسکے سوا اور کوئی دلیل باقی نہیں ہے۔ البتہ رسالہ خیر النواہی میں اس مسئلہ پر کافی بحث لکھی ہے اور دلائل مذکورہ کے علاوہ اور دلائل بھی انہیں بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ انکی تردید رسالہ ضیاء شمس الانوار میں کافی سے زیادہ موجود ہے۔ اسلئے یہاں انکے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے من شاء فلیرجع الیہ۔

جواز سماع کے دلائل

اب ہم یہ ظہور صاحب کو دلائل جواز غنا سنائیں تاکہ انکو تصویر کا دوسرا رخ بھی نظر آجائے واضح ہو کہ اسی مسئلہ پر جاب شیعہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں اور امام خیر الی رحمہ اللہ علیہ نے اجیاء العلوم میں کافی روشنی ڈالی ہے۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ناقہ پر سوار ہو کر قرآن کریم کی تلاوت ترجیع کے ساتھ فرمائی ترجیع کا معنی ہے قرآن کریم کو خوش الحانی سے راگ میں پڑھنا۔ نیز احادیث ذیل سے تفنی القرآن کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔ تَتَنَوُّ الْقُرْآنَ بِاصْوَاتِهِ۔ یعنی قرآن کی زینت اپنی خوش الحانی سے بڑھاؤ۔ یہی بخاری ہے (۲) حدیث میں ہے لیس منامن لم یغن بالقرا۔ یعنی جو قرآن کو حسن صوت راگ کے بغیر پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے۔ اس حدیث کو علامہ شامی نے رد المحتار میں بھی ذکر کیا ہے (۳) لکل شیء حلیۃ وحلیۃ القرآن حسن الصوت۔ ہر ایک چیز

کے لئے زیور ہے اور قرآن کا زیور خوش الحانی ہے (۴) ایک رت ابو موسیٰ اشعری قرآن کریم کی تلاوت خوش الحانی سے کر رہے تھے۔ حضور علیہ السلام خوش ہو کر کہتے تھے۔ اور انکے حق میں فرمایا اَحْطٰی مَرْمًا ذَا مَیْنَ مَرْمَیْنِ اِلٰی دَاوُدَ۔ یعنی ابو موسیٰ کو مزامیر ال دَاوُد سے حصہ ملا ہے۔

احادیث بالا سے سماع کا جواز ثابت ہے۔ اور کو جواز غنا کی پہلی دلیل سمجھنا چاہیے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے ربیع بنت معوذ سے روایت کیا ہے کہ جب میری شادی ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ اسی اثنا میں دو لڑکیاں آکر دف بجانے لگیں اور شہداء بدر کے محاسن گانے شروع کئے۔ انہیں ایک مصرع بھی آگیا۔ وَفِیْنَا نَبِیًّا یَعْلَمُ مَا فِی الْعَدَبِ۔ آپ نے فرمایا کہ اس لفظ کو چھوڑ دو اور پہلا مضمون گاتی۔ تیسری دلیل امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک لڑکی کی شادی ایک انصاری سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ انکے ساتھ لہو یعنی گانا بجانا کیوں نہیں کیونکہ انصار لوگ لہو پسند کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے موقع پر ایسا کرنا جائز ہے چوتھی دلیل امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک روز صدیق اکبر تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں گاتی اور دف بجاتی تھیں۔ اور حضور علیہ السلام نے منہ مبارک پر چادر ڈال رکھی تھی۔ صدیق اکبر نے انکو منع کیا تو حضور نے فرمایا انکو چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں۔ ثابت ہوا کہ عید کی تقریب میں بھی دف بجانا منع نہیں ہے۔

پانچویں دلیل امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن حاطب سے روایت کیا ہے کہ فضل مابین حلال و حرام کے (نکاح میں) آواز گانا اور دف بجانا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نکاح میں گانا اور بجانا شہرت کی غرض سے ہو وہ مکمل نکاح ہے۔ جس میں ایسا اعلان نہ ہو وہ نکاح کالعدم ہے۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک رشتہ دار عورت کی شادی ایک انصاری سے کر دی۔ حضور صلعم جب تشریف لائے تو فرمایا کیا تم نے عورت کو بھیج دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ انکے ساتھ کوئی گانے والیاں لڑکیاں بھی لگیں۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ قوم انصار گانیکو پسند کرتے ہیں۔ اگر انکے ساتھ یہ اخبار گانیوالا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ شعر

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ + فَيَا نَادَ حَيَّاكُمْ

اسکا پنجانی ترجمہ یوں ہے۔ ایں آیاں ایں آیاں لالہ ایں آیاں ایں آیاں ہوں نکھ
ودایاں بنیاں ہوں نکھ ودایاں۔

تا توں دلیل ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام
مدینہ طیبہ کی گلیوں میں تشریف لے جا رہے تھے وہاں عورتیں یہ شعر دف بجا کر گارہی تھیں شو
نخن جوار من نبی الجناد + یا حبتا محمد من جاد
یعنی ہم نبی بنجار کی لڑکیاں ہیں۔ محمد ہمارے عجیب پڑوسی ہیں حضور نے فرمایا خدا جانتا ہے کہ میں
بھی تمسے محبت رکھتا ہوں۔

انھوں نے دلیل حضرت صلح جس روز کہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے
تو انصار کی لڑکیوں نے آپ کا حسن و جمال دیکھ کر فرط خوشی میں یہ اشعار گائے۔
أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا وَاحْتَفَّتْ مِنْهُ الْبُحُورُ + مِثْلُ حُسْنِكَ مَا دَأَيْنَا قَطًّا وَاجِبَةَ الشُّرُودِ
نوحہ چڑھیا جن کے تھیں سو چھپے جن اسمانی + ایسا بڑا کوئی نہ دیکھا صورت والا ثانی
أَنْتَ شَمْسٌ أَنْتَ بَدْرٌ أَنْتَ نُورٌ فَتُورُ أَنْتَ كَيْفَ وَغَالِي أَنْتَ مِصْبَاحُ الْقُدُورِ
توں سورج توں جن مہر توں میں نور الہی + توں اکیس لڑائے کارن دلا ندی دشنامی
یہ اشعار پر صاحب نے ظہور ہدایت ص ۳ پر نقل کئے ہیں۔ پھر ص ۲ پر آپ نے پنجابی گیت عورتوں
کے کامن اس موقعہ کے مناسب حال لکھے ہیں۔ جسکے ابتدائی اشعار یوں ہیں۔

چڑھ چناں وے کروشنایاں + دل بیتاں دیکھن آیاں + چان جھلک کھائیں وے لہو لہو۔ الخ
یائین نکمیاں نہ کم کاج وے + تینوں سب شراں رکھ لیں لاج وے + روندیاں شام صبا میں دیا ناخ
چڑھیاں چڑھیاں چودھویں اندا + اوہ لگا آوندانی نوشہ برات دا + گاؤں بیتاں چائیں چائیں دیا
کیا پر صاحب ایسے گیت لکھ کر جن کو مرد اور عورتیں ڈھولک سازنگی پر گایا کرتی ہیں اپنے
فتویٰ کی رو سے گمراہ کنندہ اور مہذب نہیں گے۔ اور یہ کہنا درست ہوگا کہ ایسے گیت بنانے والے
کی بات بھی نہ سنتی چاہیے۔ اس سے محبت کرنا ناروا۔ اس سے میل جول رکھنا لہذا اس سے بیعت
تو کیا ایسے پیچھے نماز پڑھنا بھی ناجائز اسکو مقتدا لے عالم اور پیر مرشد تقویٰ کرنا حرام ہے۔

تا توں دلیل پہنچنے نے دلائل النبوة میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلعم جنگ تبوک سے غفلت
و منضور والیں تشریف لائے تو لڑکیوں نے یہ شعر گائے

طلعت البدر علينا من ثنية الوداع + وجب الشكر علينا ما دعى الله داع

یعنی ثنیۃ الوداع سے ہم پر چاند طلوع ہوا ہمیں اس حد تک اسکا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جہاں تک دعا
مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکے۔

دشویں دلیل انس بن مالک سے مروی ہے کہ خندق کی کھدائی کے وقت صحابہ پر شعر خوش
الحانی سے پڑھتے تھے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا + عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ترجمہ۔ اسان جیت کیتی نال نہیں ہے کون کونوں + نال کفار جہاد کرانگے توئے جائے جانوں

اوسکے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ + فَاعْفُ عَنِ الْفُجَاءِ وَالْمُهَاجِرَةِ

عیش سچی عقیقی دی ہوئی کریں نصیب سانوں + انصار مہاجر بخشیں سائے بخورے ایمانوں

اور خندق کے روز یہ اشعار بھی پڑھے۔

لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا + وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

جیکر فضل خدا نہ ہوتا پاند اکون ہدایت + صدقہ نفل قبول نہ ہوتا ناں کوئی ہو عباد

وَلَيْتَ الْأَنْزَلُ سَكِينَةً عَلَيْنَا + وَتَبَّتْ الْأَقْدَامُ لَنَا قَتِينَا

یارب کرتوں فضل اسان تے رحمت نازل ہو + ثابت قدم لائی اندر چھوٹا بڑا کھلو وے

إِنَّ الْأَوَّلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا + كُلَّمَا أَسْرَأُوا فَتَنَّا أَجِينَا

خواہ مخواہ بناوت کیتی سافے نال کفاروں + کرو فادہ فتنہ ہرگز کرے رہے پکاروں

احادیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ شادی کے وقت دف کا بجانا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

بالذات نیز خوشی کی تقریب میں بطور مبارکباد و اجاب کی ملاقات کے وقت کسی اچھے کام کی تحریص

و ترغیب کیلئے اور بطور دلالت انقص یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ولیمہ عقیقہ۔ فتنہ۔ عرس بزرگان۔ تلاوت

ذکر قرآن پر اور تولد فرزند کی خوشی میں بھی گانا بجانا مباح ہے۔

قول فیصل

ابارہ میں قول فیصل یہ ہے کہ حکم الاصل فی الاشیاء الاباحۃ غنار اور مزامیر میں ذاتی

طور پر کوئی حرمت نہیں بلکہ اباحت ہے۔ ہاں عوارض ذمیمہ کی وجہ سے حرام ہو سکتے ہیں۔ اگر

ایسے عوارض نہ ہوں تو مباح ہے۔ روایات حرمت اور علت میں تطبیق اس طور پر ہو سکتی ہے کہ

جن روایات میں حرمت کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ وہ عوارض ذمیمہ کی وجہ سے ہے۔ جو ایسے عوارض

سے مڑی ہو۔ اسکی اباحت میں کلام نہیں ہے۔ عوارض ذمیرہ میں کہ بخش گیت اور گندے اشعار مجلس فتاح میں گائے جائیں۔ یا یہ گانا بجانا بطور ہجو و لعب ہو۔ اور اسکی وجہ سے سامعین ذکر اللہ یا قرآن یا نفل و نماز سے غافل ہو جائیں۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ اشعار حمد الہی اور نعت رسول صلعم اور اقوال و افعال ولیا اللہ کے متعلق ہوں۔ اور سامعین صلی علیہ وسلم الہی سے محو رہوں۔ اور ہر ایک کا خیال نیک ہو۔ یا وعظ و تذکیر کے طور پر اشعار عبرت انگیز خوش آوازی اور غنائے پڑھے جائیں تو یہ جائز اور مستحسن ہے۔

دیکھئے فرامیر میں دف اور طبل بھی داخل ہے۔ حالانکہ دف کا بجانا اعلان نکاح کیلئے جائز قرار دیا گیا ہے۔ ایسا ہی خاص مواقع پر طبل کا بجانا۔

جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار مطبوعہ مصر مدہ میں لکھا ہے والیطبل اذا کان لغیر اللہو فلا بأس بہ کطبل الغزاة والعرس کما فی الاجناس ولا بأس ان یکون لیلۃ العرس فی یضرب بہ لیلۃ النکاح و فی الولو لوجیۃ وان کان للغزو والقافلۃ یحوز اتفاقاً فی ملخصاً در ترجمہ طبل رد ہول اگر کھیل کو دیکھئے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ غازیوں (مجاہدین) کا ڈھول یا اور شادی کا ڈھول جناس میں ہے کچھ حرج نہیں کہ شادی کی رات کو دف بجایا جائے تاکہ نکاح کی تہنیت ہو۔ اور ولو لوجیۃ کتاب میں ہے کہ اگر غازیوں اور قافلہ کیلئے ہو تو جائز ہے۔ خلاصہ اتفاقی۔

ایسا ہی فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ رجل ستاجر رجلاً للطبل ان کان للہو ولا یحوزہ فان کان للغزو والقافلۃ یحوزہ کذا فی غایۃ البیان۔ انتہی ایسا ہی ولو لوجیہ میں ہے رجل ستاجر رجلاً لیلۃ بہ الطبل ان کان للہو ولا یحوزہ فان کان للغزو والقافلۃ یحوزہ لاند طاعۃ انتہی۔ ونقل من الفقہ قال ابو الوثران کل قوم من امیر ومز امیر العرب والعراق والخراسان الدف وما یتلوی بہ کالضبط والثناء من امیر البدوی الدھل ما یتلوی بہ ومن امیر اهل المندل الذھب وهو شیء یتخذ من الخدق مجوف مطول لہ طرفان یمینہ اشد صوتاً من الیسار یقال لہ بالفارسیۃ مندل وهو دھل لھند وما یتلوی بہ والشعر ایاہ حالۃ الترویح اما قبلہ وما بعد فخر کذا فی ملقط النسفی انتہی (ترجمہ) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کو ڈھول بجانیکے لئے اجیر نہایا۔ تو یہ اگر صرف ہجو و لعب کے لئے ہے تو ناجائز ہے۔ جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور ولو لوجیہ میں ہے کہ اگر کسی نے کسی کو طبل بجانیکے لئے اجیر نہایا تو اگر کھیل کو دیکھئے ہو تو ناجائز ہے۔ غرار اور قافلہ کیلئے ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ طاعت میں داخل ہے۔ اور قفاط سے منقول ہے۔ کہ ابو بکر و راق نے

نے فرمایا کہ ہر ایک قوم کیلئے فرامیر ہوتے ہیں اور عرب۔ عراق۔ خراسان کا فرامیر دف ہے یا اسکے مشابہ۔ جیسا خراج اور نار۔ اور ہندو کا فرامیر دھب ہے وہ خد ف سے بنی ہوئی درمیان سے خالی ہوتی ہے۔ جبکی دو طرفیں ہوتی ہیں دائیں کی آواز بائیں سے تیز ہوتی ہے۔ اسکو فارسی میں مندل کہتے ہیں اور یہ ہندو کا ڈھول ہے۔ یا اسکے مشابہ ہوتا ہے شریعت نے نکاح کے وقت ایسی اجازت دی ہے۔ آگے پیچھے حرام ایسا ہی ملقط النسفی میں ہے۔

عبارات بالا سے ثابت ہوا۔ کہ فرامیر کی حرمت بھی بذاتہ نہیں بلکہ عارضی ہے۔ جو بڑے عوارض سے لاحق ہوتی ہے۔ ورنہ دف ڈھول وغیرہ سب ایسے عوارض کے نہ ہونے پر مباح ہو جاتے ہیں محدث دہلوی نے اس مسئلہ کی تشریح مدارج النبوة میں کی ہے کہ اباحت سماع صحابہؓ تریج تابعین۔ علماء صلیار۔ محدثین۔ اور فضلاء سے دین متقی اہل زہد سے منقول ہے۔ جو بطور حکایات و روایات کتابوں میں مذکور ہے۔

جناب الامام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ابو طالب کی نے اباحت سماع کو ایک جماعت سے نفل کیا ہے اور کہا ہے اصحاب کبار سے عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن زبیر مغیرہ بن شعبہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم نے سماع کو مباح جانکر سنا ہے اور کہا ہے کہ سیطرح بہت سلف کرام نے بھی سنا۔ اور کہا کہ سماع کو اہل حجاز سے کہ سوطہ میں ان ایام میں سنا جاتا تھا جو سال بھر میں تمام ایام سے فضل میں یعنی وہ ایام معدودات جنہیں ذکر و عبادت کا حکم دیا گیا ہے (وہ ایام تشریف میں) احیاء العلوم ملخصاً۔

مدارج النبوة میں ہے کہ سعد بن مسیب بھی غنا کو نہ کرتے اور قاضی شریح بھی نہ کرتے تھے۔ ایسا ہی مجید بن جبیر سیطرح عبد المالك بن جبرئیل جو کہ علما و حفاظ اور فقہائے جیاد سے ہیں اور بالاجماع عادل ہیں نہ صرف راگ سنتے بلکہ اس سے داشت بھی تھے۔ ابراہیم بن سعد جو اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ تھے طلباء کو حدیث کا درس نہ دیتے تھے جب تک غنائہ سن لیتے۔ آپ نے خلیفہ ہمامؒ کی مجلس میں اباحت غنائہ کا فتویٰ دے دیا تھا۔ احیاء العلوم میں ہے کہ قاضی ابو مروان کی کثیر مغنیۃ تھی۔ ایسا ہی عطار بن ابی رباح کی دو لونڈیاں گانیوالی تھیں۔ خود جناب رسول خدا صلعم نے حسان بن ثابت کو منہ پر بٹھا کر وہ اشعار سنے جو اس نے رسول پاک کی مدح اور کفار کی تجویس لکھے تھے اور حضور نے اس کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ اللہم آید لا بروح القدس (اے خدا اس شاعر کی تائید بروح القدس سے فرماؤ)

حسان بن ثابت کے اشعار نبیل میں

وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَٰلِكَ الْجَزَاءُ

اس نبی کا اللہ اجر خدا تعالیٰ کا

رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

باوقار رسول خدا دا وفا نہ مول کمائے

لِعَرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

سب قربان نبی صاحب تمہیں کرو نہ ایہ دلی

تُشِيرُ النِّقَمَ مِنْ كُنْفِي كِدَاءُ

گرد و غبار اوٹے چہ طرہوں ڈھانک دیجے کہانیاں

عَلَى أَكْنَافِهَا أَسَلُ الظَّهَاءُ

نیزے تانے ٹٹک دکھاؤں سامنے ساتھی سنگی

تَلْطِمُهُنَّ بِالْخَمْرِ النِّسَاءُ

نال دو ڈھپیاں ہوں ساڈیاں بالمش خوب کڑدن

وَكَانَ الْفَخْرُ وَانْكَشَفَ الْغَطَاءُ

فتح ساڈی سر پر ہوئی پردہ رہن نہ دیندے

يُعِزُّ اللَّهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عزت ساڈوں اللہ دیتی ہوسی فضل الہی

يَقُولُ الْحَقُّ لَيْسَ بِهِ خِفَاءُ

جو سچ بتائے گلاں تو لاں دا نہیں کچا

هُمْ أَلَا نَصَارُ عِزُّهَا الْيَقَاءُ

نصرت ساڈی شامل ہوتے جہم کرے جڑھانی

سَابَّ أَوْ قَاتَلَ أَوْ هَجَاءُ

گالیاں دیندے ہجو کرندے ایہ کج نہ کالے

وَيَمْدَحُهُ وَيُصْنَعُ سَوَاءُ

ہجو کر دیا مدح کر دتیں اس کی دو ڈھانی

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ

کا فرجو رسولی کر دے میں جواب ساڈوں

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا أَبْرًا تَقِيًّا

بڑے تقی محمد دی کیوں کا فرجو بنا نے

فَإِنْ أَبَى وَوَالِدَتِي وَغَرَضِي

میرے باپ تے مائی تے عزت حرم میری

تَكَلَّمْتُ بَنِيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا

نظر نہ آوے فوج خدائی کفاروں بدکاروں

يُبَارِئِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ

گھوڑے اوٹھ دوڑائے آؤں مرد بہادر جنگی

تَظَلُّ حَيًّا دَامَتْ طِرَاتٍ

وہ میدان گھوڑے سامنے سوئی دور دکھاؤں

فَإِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنَّا أَعْمَرْنَا

جے بھٹ جاؤ اسیں تعرض ہرگز نہیں کرندے

وَالْأَفَاصِيرُ وَالْإِخْرَابُ يَوْمٍ

مہر کر دے لڑنا چاہو ہوسی خوب لڑائی

وَقَالَ اللَّهُ قَدْ أَسْرَلْتُ عَدُوًّا

بھی اللہ فرمائے جانوں ایہ ہے فوج خدائی

يَلَاقِي كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعِدٍ

کافر ہر مہرے دن کر دے کم نزائے

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ

ایہ رسول خدا دا سچا سرتے نکل الہی

وَجَبْرِيْلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا

جے جبریل فرشتہ رہا سنگی ساتھی ساڈا

اب ہم پیر ظہور صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ سب بزرگان دین جنہیں صحابہ کرام تابعین تبع

تابعین معتمدین و محدثین اولیاء اصفیاء وغیرہم داخل ہیں اباحت غنا کے قائل ہیں تو

پھر آپ انکی نسبت بھی وہی الفاظ استعمال کرینگے جو آپنے رسالہ کے خاتمہ میں ظہور ہدایت کے ص

پر لکھے ہیں پیر جی صاحب قائل کا کوئی حق نہیں ہے کہ اصحاب حال پر خوردہ گیری کریں سہ

کار پا کاں راقیاس از خود مگیر + گرہ باشد در نوشتن شیر و شیر

ہمیں شک نہیں ہے کہ غنا را اندرونی جذبات کو برا بیگنہ کرنے والی چیز ہے سامعین اگر

لفظانی آدمی ہوں تو انکی نفسانی شہوانی جذبات بڑھانیکا باعث ہوگا لیکن سننے والے اگر روحانیت

سے بہرہ رکھتے ہیں تو روحانیت میں ترقی ہوگی اسلئے غنا کو بلا استثناء حرام کہہ دینا اور ایسا سنگین

فتویٰ دینا محض نادانی ہے ہر ایک شخص ایسے فتویٰ کا اہل نہیں ہو سکتا اس کے لئے وسعت

علم اور ہمہ دانی کی ضرورت ہے ۔

نہ ہر کہ سر تبراشد قلندری داند نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند

غالباً پیر جی اس حدیث سے آگاہ ہونگے کہ بارگاہ نبوی میں ایک عورت نے پیش ہو کر عرض کی

کہ میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سامنے دف بجاؤنگی حضور نے اسکو ایذا نذر میں نہ بجانے کی

اجازت بخشی اگر دف بجانا ناجائز ہوتا تو حکم لا نذرہ فی المعصیۃ ایسی نذر کو داخل گناہ سمجھ کر حضور

دف بجانے سے منع فرما دیتے اگر کہا جائے کہ دف اور طبل بجانے کی حاجت کی خاص مواقع پر اجازت

سے باقی مزیم سارنگی ارمویم کے سننے کی دلیل نہیں ہو سکتی تو ہم کہیں گے کہ شیخ محدث دہلوی ابو

لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن عمر عبد اللہ بن زبیر معاویہ بن ابی سفیان عمر بن عاص عثمان

بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے یہ لوگ بر لب لڑا کرتے تھے ایسا ہی عبد الرحمن بن حنظلہ قاصد

بن زید جو مشہور فقہائے مدینہ سے ہیں ان سے بھی انکا سماع منقول ہے اور اتنا مضمون نے زہری

سید بن سبیب عطاء بن ابی رباح اور شعبی اور عبد اللہ بن عقیق اور اکثر فقہار سے بر لب کا سماع نقل کیا

ہے فضلی نے عبد الغفر بن ماتھون سے نقل کیا ہے کہ وہ عود (سازنگی یا طنبور) کے سننے کی اجازت

دیتے تھے ابراہیم بن سعد ایک دن رشید کے پاس وارد ہوئے اور عود طلب کی رشید نے پوچھا کہ

عود مزمز (سازنگی) یا عود مجز (خوشنواک نکرکی) ابراہیم نے کہا کہ عود مزمز (سازنگی) رشید نے عود مزمز

کر دی۔ جو خوب بجا گئی اور غنا و عود کے جواز کا فتویٰ بھی دیا گیا۔ توجیب برلطا اور عود کی اباحت ثابت ہو گئی۔ تو ان موشم وغیرہ سرود کے ساز و ناکا جو نہ بھی ثابت ہو گیا۔ مگر یہ یاد رہے کہ ان مزامیر اور غنا کے سماع کی ہر کس و ناکس کو اجازت نہیں ہے۔ بلکہ عوام کو خاص مواقع پر اور غنا کو خاص مجلس میں اسکے سننے کی اجازت ہے۔ جب کہ اشعار توحید الہی اور مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ یا عشق حقیقی کی جھلک انیس ہو۔ ورنہ محض گریب اور حیا سوز غزلیات جن میں عورتوں کے خد و خال کے اوصاف یا کسی مسلمان کی بوجہ یا صحابہ کرام کی توہین ہو۔ جیسے کہ رد افق مرثیہ خوانی میں کرتے ہیں۔ ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ اسکی حرمت کے جملہ فقہار۔ محدثین۔ مفسرین قائل ہیں۔ اور یہ ہماری بحث سے خارج ہے۔ کلام اس سماع میں ہے۔ کہ جو صوفی صافی اور بزرگان دین کی مجالس میں بالخصوص عرس کے مواقع پر عمل میں آتا ہے۔ بھنے کئی عرس دیکھے انیس ایک قوالی کی مجلس ہوتی ہے جس میں عام لوگ شامل ہوتے ہیں اسیں اول و آخر قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور ختم خواجگان ہوتا ہے۔ پھر قوالی ہوتی ہے جس میں کوئی عشقیہ غزل یا محض کلامی نہیں ہوتی۔ بلکہ حمد الہی اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے حمد بیان ہوتے ہیں۔ یا ایسے کلمات ہوتے ہیں جو محبت الہی کے جذبات کو بڑھا بیٹھے ہوتے ہیں۔ جنکے سننے سے بعض اصحاب حال و جد میں آجاتے ہیں۔ ایسے سماع کے جوازیں کوئی کلام نہیں۔ اور اسکے عدم جواز کے فتوے دینے والے کو چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہو کر ایسی گستاخی کرے شرم کرنا چاہیے۔ اولیاء کرام اور مشائخ کرام کی شان ارفع کے خلاف ایسی طعنہ زدوی باعث ذلت ہوتی ہے۔ شکر ہے کہ ایسے گئے گزے زمانہ میں بھی ایسی مقدس و بزرگ ہستیاں موجود ہیں جو علوم ظاہری و باطنی میں تجربہ کے علاوہ صاحب کشف و کرامت ہیں۔ جنکی صحبت سے فیض یاب ہو نیوالے روشن خیال و گریزی دان طبقہ کے لوگ بھی انکی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ ترجمان حقیقت ملک اقبال جو شاہیر شاعر شاعر پنجاب سے ہیں۔ اور انگریزی دان طبقہ بھی انکی پاکیزہ خیال کا قائل و تراح ہے۔ آپ اولیاء کرام کی نسبت یوں گوہر فانی کرتے ہیں۔

چھپا یا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے وہی ناز آفرین ہے جلوہ پیرانہ زینوں میں چلا سکتی ہے شمع کشتہ کو سورج نفس ان کی ۔۔۔ الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل کے سینوں میں تیار و دل کی ہو تو کر خدمت غیبتوں کی ۔۔۔ نہیں مٹا یہ گوہر بادشاہوں کے خزانوں میں نہ پوچھان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو ۔۔۔ یہ فیض لائے بیٹھے ہیں اپنی استیوں میں

ترستی ہے نگاہ ارسا ان کے نظارے کو ۔۔۔ وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں کی کسی ایسی شر سے بھونک اپنے خرمن دل کو ۔۔۔ کہ خوشید قیامت بھی ہو تیرے خوش چہن نہیں محبت کیلئے دل ٹھونڈ کوئی ٹوٹنے والا ۔۔۔ یہ وہ نئے ہے جسے رکھتے ہیں نازک لیکن تو نہیں (بانگ درا مکتبہ)

میر خیال ہے کہ اسی پاک ارادت کے باعث جو اس شیریں مقال شاعر کے دل میں بندگان خدا سے ہے۔ رب العزت نے اسے رتبہ جلیلہ اور اسکی کلام کو قبولیت عامہ کا شرف بخشا۔ جزاء اللہ خیر۔ آپ نے حضرت خواجہ سید غلام حیدر شاہ جلاپوری کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا۔ جو کہ درجیب میں درج ہے +

ایک خاص واقعہ

میں نے سنا ہے۔ حج رگ سبز است تحفہ درویش۔ ایک چھوٹا سا رسالہ تاج التیقین جس میں سلسلہ جواہر ناز باکلاہ پر بحث کی گئی تھی (از تصنیف خود) ہمراہ لیکر بارگاہ عالیہ سیال شریف میں بارادہ بیت حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی۔ میں عرس مبارک سے دو تین روز پہلے پہنچ گیا تھا۔ حضرت صاحب ثانی رحمہ اللہ کا زمانہ تھا۔ چونکہ اس موقع پر بعض خاص خلفاء بھی حاضر ہو چکے تھے۔ اور خاص مجلسیں ہوتی تھیں۔ جن میں مزامیر کے ساتھ قوالی ہوتی تھی۔ مجھے بھی ان خاص مجالس میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ میں اسی وقت نیانیا ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آیا تھا۔ میرے دل میں کئی قسم کے وساوس پیدا ہوئے۔ اور میں نے تعجب کیا کہ ایسے عالیشان دربار میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء و فضلاء کے ہوتے ہوئے ایسی مجلسیں ہوتی اور سماع غنا ہوتا ہے۔ لیکن میں اپنے ان دلی شبہات کو ظاہر کرنا خلاف ادب سمجھ کر خاموش رہا۔ اور حضرت ثانی صاحب سے رسمی طور پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ پھر بھی دل کے وساوس دل ہی میں رہے۔ جب گھر میں وارد ہوا اور چند ایام گزرے تو میں نے ایک خواب دیکھا۔

دیکھا ہوں کہ ایک وضہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ وضہ حضرت شمس سیال رحمہ اللہ کا ہے۔ اور حضرت اقدس اپنے مرقہ مبارک کے اوپر ایک سفید براق لباس میں طوس استراحت فرما رہے ہیں۔ آپ کی آنکھیں بند ہیں گویا سوئے پڑے ہیں۔ مجھے کشش ہوتی ہے اور میں آہستہ آہستہ قدم قدم متوجع شریف کی طرف کھینچا جاتا ہوں۔ حضور ممدوح کی آنکھ کھل گئی اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ تم علماء لوگوں کے دلوں سے شبہات نہیں جاتے۔ ایسے درباروں

میں خلوص دل سے راسخ العقیدہ ہو کر آنا چاہیے کہ اگرچہ بظاہر تمہارا ہاتھ صاحبزادگان کے ہاتھ میں ہو لیکن حقیقتاً اس دربار کے اعلیٰ بزرگ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میں خود تمہیں بیعت کرتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا دوسرے کبھی دل میں نہ گذرنا پائے۔

اس رویا کے دیکھنے سے میرے دل میں عجیب رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری اور دل کی ایک ایسی عجیب حالت ہو جاتی ہے کہ الفاظ میں اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ میری آنکھ کھلی تو فی الواقع آنکھوں سے اشک جاری تھے اور دل پر رقت طاری تھی۔ دیر تک یہی عالم رہا۔ پھر کبھی جب کبھی اس وقت کا تصور دل میں آ جاتا ہے وہی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

میں پیر ظہور سے التماس کروں گا کہ بزرگان کی نسبت ہمیشہ حسن ظن اور حسن عقیدت رکھنا چاہیئے اور ان کی مجالس کو مجالس شفاق پر قیاس نہ کرنا چاہیئے۔

مجھے اب بھی بار بار اس بزرگان پر جانیکا اتفاق ہوتا ہے۔ دربار جلالپور شریف میں حضرت خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب مغفور نور اللہ مرقدہ کے آخری دور حیات میں مجھے شریک ہونے کا موقع ملا۔ میں ایک چھوٹا سا رسالہ دربار حیدری (تصنیف خود) ساتھ لے گیا تھا۔ جس میں چند قصائد اردو نظمیں، فارسی اور کچھ عربی بھی تھے حضور کی خدمت میں یہ نظمیں پڑھی گئیں جو خاص مقبول ہوئیں اور حضور نے خاص توجہ سے دعا فرمائی۔ جس کے آثار قبولیت اسی وقت نمایاں ہو رہے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تادم واپس حضور والا کی وہ دعا میرے شامل حال رہے گی۔ خدایا ایسا ہی کر آمین میری غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ میری اس قدر عقیدہ خوانی کے بعد قوالی ہوئی اور ایسے اشعار پڑھے گئے۔ جو ایسی مجالس کے موزون ہوتے ہیں۔ یہ قوالی خوش آوازی اور غنا سے ہوتی ہے اگرچہ مرزا میر کی اس عام مجلس میں اجازت نہیں ہوتی۔ اب بھی یہی معمول ہے۔

صرف ایک دفعہ عرس کے موقع پر دربار گورڈا شریف میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی قوالی میں ایک خاص لطف یہ دیکھا کہ ایک قوال جسکا نام مجھے یاد نہیں اور جسکو واعظ قوال کہا جاتا ہے بہت سربلی آواز سے سنوئی مولانا روم رحمہ اللہ کے اشعار اور ازیں قیسیں دیگر علمی غزلیات وغیرہ نہایت صحت الفاظی سے پڑھ کر اہل مجلس کو محو حیرت کر دیتا ہے۔ جسکی داد حاضرین مجلس نفوذ اور دراہم کے ذریعہ دیتے ہیں۔ گویا روپوں کا مینہ برس جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت پیر صاحب کی اپنی ایک غزل جو پچھلے دنوں اخبار سیاست لاہور میں بھی چھپی تھی وہ عجیب لہجہ سے پڑھتا ہے اس پر اسنے اپنی طرف سے کچھ مزید اشعار بھی بطور نظمیں تصنیف کئے ہوئے ہیں۔ اس غزل کے سننے

سے عالم وجد میں آ جاتے ہیں۔ اس شخص نے اندنوں لاہور میں خانقاہ و تالانچ بخش میں اپنی قوالی سے مسلمانوں کو محفلو ظ کیا۔ بڑے بڑے سکرین سماع بھی اس کا کمال دیکھنے گئے۔ اور تعریف کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ سنا گیا ہے کہ واعظ قوال کی پر اثر قوالی سے متاثر ہو کر جناب مولانا یار محمد صاحب پیر ظہور واعظ الاسلام وجد میں آ گئے اور بہت دیر تک عالم بیخودی میں تڑپتے رہے۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

پیر ظہور صاحب نے کبھی ایسی مجلس میں شمول کی سعادت حاصل کی ہوتی تو ایسے ہنرمند کی وہ جرات نہ کرتے۔

پیر ظہور سے خطاب

ہاں جناب آپ کو کچھ اپنا حال بھی معلوم ہے۔ اپنے بھی تو اپنی سربلی آواز اور خوش الحانی کی بدولت ہی واعظ کا لقب حاصل کیا ہے۔ ورنہ نکات و معارف جو کہ آپ بیان کر سکتے ہیں آپ کو کبھی معلوم ہیں اور سننے والے بھی بالخصوص اہل علم اس سے خوب واقف ہیں۔ آپ کی علمی بصاعت صرف اتنا ہے کہ چند پنجابی فقیہ نظلیں یا تعریف کلمہ طیبہ کے متعلق چند ایک تنک بندیاں کر کے بطور رسالہ چھپو کر اپنے پاس رکھتے ہیں جب ان نظموں کو آپ سُر اور تال سے پڑھ کر حاضرین پر اثر ڈالتے ہیں تو واہ واہ کی آواز عوام کی طرف سے بلند ہوتی ہے۔ اور آپ کے ان نکوں کے خریدار ہر طرف سے پیسے لٹکے ہاتھ میں لئے اٹھ دوڑتے ہیں جس سے آپ کی چاروں انگلیاں گھٹی ہو جاتی ہیں اور ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ یہی نظمیں اکثر میرا سی بلکہ میرا کسین گارگوں سے پیسے وصول کرتی ہیں۔ تقریبات ماتم میں اس کا عام رواج ہو گیا ہے تو اب فرمائیے کہ بقول شخصہ بیجو ذلی مالا بیجو نہا خیری۔ آپ کیلئے تو ایسے گیت سُر تال سے راگ میں پڑھنے پڑھوانے جائز ہیں لیکن دوسرے لوگ اگر اردو فارسی فقہیہ اور حمد الہی کے متعلق اور اولیاء کرام کے مناقب خوش آوازی سے پر مضمون غزلیں اور اشعار پڑھیں تو پڑھنے والے کا فر ہو جائیں۔ لَعَنَ تَعَوُّوْنَ مَا لَا تَعْمَلُوْنَ۔ میں نے کئی جگہ دیکھا ہے کہ جہاں اشخاص جب پیر صاحب کے رسالہ کو دیکھ کر کلمہ طیبہ کو سُر تال سے پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بعض جگہ پورے طور پر سُر نہ بندھنے کے باعث کلمہ طیبہ میں اپنی طرف سے زائد گھسیڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ پہلا مصرعہ تو یہ بناتے ہیں لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ دوسرا مصرعہ محمد میاں رسول اللہ۔ محمد نبی رسول اللہ کئی دفعہ لوگوں کو منع کیا گیا ہے کہ کلمہ شریف کو یوں نہ بگاڑو۔

کلمہ شریف جیسا کہ ہے صحیح پڑھو تو وہ کہتے ہیں کہ جناب پھر راگ میں درست کس طرح اتر سکتا ہے۔
موضع چکڑہ متصل اوڑھوال میں ایک دفعہ بغرض تبلیغ مجھے جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں اسی
طرح کی قباحت دیکھی گئی اور کہا گیا کہ اب درست کلمہ جیسا کہ ہے خوش آوازی سے پڑھو تو وہ
بیچارے پڑھنے سے رہ گئے۔ پھر بڑی مشکل سے ان کو درست کلمہ پڑھنے کا طریق بتلایا گیا۔ اور
بہشتی شکل انہوں نے پڑھا۔ الغرض پیر صاحب نے رسالہ لکھتے وقت اس امر کا لحاظ نہیں کیا کہ
اس رسالہ میں پہلے پنجابی گیتوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ جن میں عورتوں کے کامن کے عنوان کے
ایک پنجابی گیت بھی لکھا گیا ہے۔ پھر آپ راگ اور غنا پر کس منہ سے اعتراض کرنے لگے ہیں۔
اَنَا مُرَوَّنَ النَّاسَ بِالْبَرِّ وَكُنْتُ اَنْفُسَكُمْ

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

نتیجہ

اس تمام تحقیق اور مدلل بحث کا جواب پر گئی ہے نتیجہ یہ ہے کہ قوالی اور لغت خوانی جو ہر اس
بزرگان پر ہوتی ہے بلاشبہ جائز ہے۔ بڑے بڑے اولیا اکرام نے جو اسلام کا روح رواں ہو
گئے ہیں اور موجود ہیں۔ سماع کو جائز ہی نہیں بلکہ روحانی غذا، مقننہ و فرما کر اس کو اپنا معمول بنایا
اور قرآن و حدیث اور کتب فقہ و تصوف اس کے جواز کے شاہد ہیں۔ پھر یہ ظہور نے جو حمد ان
پاک نفوس پر کر کے انکی نسبت الفاظ ملحد کا فرد وغیرہ استعمال کئے ہیں وہ خود ان الفاظ کے مصداق
ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جس شخص
کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں اگر وہ انکا مصداق نہیں ہے تو کہنے والا خود انکا مصداق
ہو جاتا ہے۔ پیر ظہور اگر مصداق دل سے اپنی اس ناجائز حرکت سے تائب نہ ہوں تو وہ مسلمان نہیں
رہے۔ ان سے مسلمانوں کو میل جول رکھنا ناجائز ہے وہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے بلکہ مسلمانوں
کی جماعت کی صف میں کھڑا ہونے کی بھی مجاز نہیں ہیں مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع تعلق کر
دینا چاہیے تاکہ ان کو عبرت ہو اور اپنی اس کفریہ جہالت سے نادم ہو کر بصدق دل توبہ کر کے
اپنے اس ناجائز فتویٰ کی اپنے ماتم سے توبہ کریں۔ واللہ بہا ہادی۔

انتباہ

ہماری اس طولانی بحث سے جو رسالہ میں کی گئی ہے۔ یہ نتیجہ اخذ نہ کیا جائے کہ ہم ڈھول و صفا
باجے گاجے کے جواز کے قائل ہیں جو شادیوں کے موقع پر یا پڑکڑیوں یا کھیل تماشوں پر عوام

کا لالعام استعمال کیا کرتے ہیں۔ نہ ہم زندگیوں اور دھوم مہاسیوں کے گانے بجانے کو جائز سمجھتے ہیں۔ جو
طلبد و سازنگی پر حیا سوز اور فحش گیت گائے جاتے ہیں اور پیسے ٹکے بٹوسے جاتے ہیں۔ ان ہی بدعات
اور بد رسومات نے قوم کا بڑا غرق کر دیا ہے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان مراسم قبیحہ کو روکنے کی
حقی الامکان کوشش کریں۔

رسالہ ہذا میں ایک باریک بحث ہے۔ جسکو اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں وہ یہ کہ صوفیہ کرام اہل ذوق
و حال خاص حالات اور خاص مجالس میں سماع۔ قوالی و لغت خوانی کے سننے کے مجاز ہیں جب
کہ ان میں تعریف خدا۔ مدح رسول اور بزرگان دین کے مناقب و محاسن کا بیان ہو یا ایسی پاکیزہ
غزلیات ہوں جن میں عشق حقیقی کی جھلک پائی جائے۔ ایسے سماع کو حرام کہنے والا مسائل شرع
سے قطعاً ناواقف اور لہو لگا کر شہید دل میں ملنے والا عالم نما جاہل ہو سکتا ہے۔ اور بس۔
اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اہل انصاف کے لئے کافی ہے اور ضد کی
بیماری کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ کہنے والیکو
دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ اور چونکہ جلدی سے تھوڑے وقت میں قلم برداشتہ لکھا گیا ہے اور
نظر ثانی بھی نہیں کی جاسکی اس لئے اگر کوئی لغزش ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام

الافضل محمد کرم الدین عفی عنہ متوطن بہین ضلع جہلم

مسئلہ سماع

اور رسالہ ہذا کی تصدیق میں بہت سے معتد علماء و فضلاء کی تحریرات ہمارے پاس موصول ہوئی
ہیں۔ جن کا بالاستیعاب لکھنا باعث طوالت ہے۔ انہیں سے عالی جناب حضرت خواجہ
قمر الملت والدین سجادہ نشین سیال شریف کی عالمانہ مدلل عربی تقریظ کوب سے اوپر جگہ
دی جاتی ہے اس شک نہیں کہ دربار سیال شریف اسلام کا وہ مرکز ہے۔ جہاں سے بڑے بڑے
جلیل القدر علماء و فضلاء علوم باطنی سے مستفیض ہو کر خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے اور اب انکے چشمہ
فیوض سے خلق خلیفہ ہر وہی ہے۔ گویا دربار عالیہ سیال شریف کا فتویٰ پنجاب و ہند کے علماء و فضلاء
کا معتقد فتویٰ تصور کیا جائیگا۔ اور کسی کو چون و چرا کی گنجائش باقی نہ رہیگی۔ حضور والا کی تقریظ بلفظ
تبرکات و تمنا درج ذیل ہے۔

تقریظ

از حضرت سجادہ نشین سیال شریف

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله
الذي احق قلوب اوليائه بناد محبته
واسترق هممهم واسرهم بالشوق الى
لقائه ومشاهدته ووقف ابصارهم و
بصائرهم على ملاحظة جمال حضرة
حق اصحابنا من تسنم روح الوصال سكوي
واصبحت قلوبهم من ملاحظة سموات
الجلال خبري فلم يروا في الكونين شيئا
سواه ولم يذكروا في الاديان الاياه ان
سخت لا بصارهم صورته تجرت الى المصطفى
اخبارهم وان قرعت اسماءهم فغمت
سبقت الى المحبوب سائرهم فمنه سماعهم
والى الله استماعهم فقد اقبل عن غيره
ابصارهم واسماهم اولئك الذين اصطفا
الله لولايتهم واستخلصهم من بين اصفيائه
وخاصته والصلوة على سيدنا وعلينا
محمد لمبعوث برسائه وعلى آله واصحابه
الائمة الحق وقد اذنته وسلم كثيرا
اما بعد فقد تعلقت انتظاري
بهذا المرمود وجميع مالهما وعلينا
فراينا الصواب كل الصواب في ان هذا

بسم الله الرحمن الرحيم: سب ترين اس فدايے
ہیں جسے اپنے عشاق کے قلوب کو عشق الہی کا سوز و گداز
بخشا۔ ان کی ہمتوں کو اور ان کے ادراج کو شوق مشاہدہ
جمال کبریائی کا جذبہ عطا فرمایا۔ ان کی نگاہوں اور
بصیرتوں کو بلا غلطی و جمال بارگاہ امدیت کا جلوہ دکھایا
حتی کہ وہ نے عرفان الہی کے نشہ سے غمزدار و دریا بہت
ربانی سے معور ہو گئے۔
ان کو ہر دو عالم میں سوائے جلوہ ذات الہی کے
کچھ نظر نہیں آتا۔ اور دونوں جہان کی سعادت اُس
کے ذکر و ذکر میں سترق رہنے کو ہی سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی
پری تمثال موت نظر آجائے تو ان کا خیال اس کے تصور
(فلاق حقیقی) کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کے کانوں میں کوئی
نغمہ و لکڑ سنائی دے تو محبوب حقیقی ذات امدیت کی لہریں
ان کا تصور دوڑ جاتا ہے۔ ان کا سنا سنا نا اسی کیلئے ہے
اُن کی آنکھیں بھی غیر سے جدا دیکھنے کا نور سے غمزدار
ان ہی کی ہمتوں کو اور ان کے دل کی ریت بننا اور انہیں ہمتوں کو
منصب خاص عطا جو اصلو و سلام ہو جو یہاں پر مولیٰ مصلحت
و علم پر جویش و تامل میں کہ ان کے احوال کا احوال لہا و جاہا کا
جواہر دین پر جو ان شمع شہین میں اس کے جواہر پر کہ جسے ہر
نہایت صفا اور مردود و ظہور پر کہ ان کے دیکھا اور ان کے
دعائے پر نگاہ دوڑائی۔ ہم نے حق اس میں پایا

الرجل المعتزل بکفر تکفیر اعظم الامسة
وخيارهم كيف ويكفر الرجل بتكفير
احد من المسلمين فضلا عن تكفير
اصحاب كرامته باهرة والرباب
ولاية ظاهرة رضی الله تعالی عنہم
وہم عنہ فمعمد مانتق فی رتہ العاقل
العالم المولوی ابو الفضل محمد
کو مرالدین الساکن بھین جزاۃ اللہ
خیر الجزاء فلا حاجت لنا بعد ذالك
الی تحریر سواہ و تقریر الایات
ولعلہ سلمہ ربنا اشار الی ما فی
احیاء العلوم حیث جاء الامام فیہ
بشرحها وبطها وترکها المثلثة و
فی مفروغہ عنها واللہ الہادی
الکرم بحجرتہ نبیہ سید المرسلین و
انا عبد المسکین التھمیر قرالدین
عقربہ سجادہ نشین سیال شریف

بقلمہ

کہ یہ شخص (مصنف) لہجہ ربانیت (بیب تکفیر) کا برکت
اور اعظم نسبت (مشائخ کرام) کے کافر ہو گیا ہے۔ اور
کیوں نہ ہو جب دیکھ مہمت کسی نے مسلمان کو کافر کہنے
والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس شخص کے نفس کیا
تک ہو سکتا ہے جو اولیائے کرام ہیں برکات اور
ارباب ولایت کی تکفیر کا فتویٰ دے۔ اس بطلان کے دیس
فاضل عالم مولوی ابو الفضل محمد کرم الدین صاحب ساکن
بھین نے کیا خوب لکھا ہے۔ خدا ان کو نیک اجر بخشے
اب اس رسالہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسری تحریر
تقریر کی حاجت باقی نہیں رہتی مصنف ملزم شدہ تھے
اس سبب اس وہ دلائل بھی ذکر کر دیے ہیں جو حضرت
امام خزانہ رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں شرح و بط
جواز سماع کے متعلق بیان فرمائے ہیں۔ مگر ان کو خدا
ہدایت کرے۔ بحسب سید المرسلین۔

راق
حضرت اقدس حامی اللہ جامع البدع۔ مولانا خواجہ
محمد قرالدین صاحب۔ سجادہ نشین دربار عالم
سیال شریف



سید المرسلین

صاحب الدین

تقریظ

از جناب سجادہ نشین علامہ غلام شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الحمد لله الذي كشف
لاوليائهم باطن ملكوتهم وقشع
لاصفياؤه سراير جبروتهم واراق دم
المحبين بيف جلاله واذاق سر العارفين
بروح وصاله هي المحي لموات القلوب بانوار
ادراكه صمديته وانفس لها براحة
روح المعرفة ونشروا سائر الصلوة والسلام
على رسول الله محمد وآله واصحابه وانتر واجله
اجمعين وبعد فاني قد قرأت ماحز
الواعظ المشهور دبير ظهور شاه في الرسالة
السماوية بظهور هدايت في بحر السماع
ونكفيل السامعين فنجبت كل العجب من
جسارتهم على توهمين اجلة المشايخ الكوا
واقاضل العلماء الاعلام الذين جؤنوا
السماع للصحاء وصنفوا في ذلك تصانيف
كثيرة مثل مدارج النبوة للمحدث المصطفى
واحياء العلوم وكيمياي سعادت الامام
حجة الاسلام محمد غزالي وغير ذلك ولا
شك في انه سلك مسلك الغني والضلالة
وضل عن سبيل الرشاد والهداية الا يعلم
ان توهمين العلماء كفر لا سيما توهمين اولياء الله

تمام ترقيتیں شد کیلئے ہیں جس نے اپنے دوستوں کو ہرگز آ
ملکوتیہ سے آگاہ کر دیا اور اپنے اولیاء اللہ سے ہرگز آ
جبروتیہ اور غیبیہ اپنے عشاق کے خون تیغ حلال سے
بہائے اور اپنے عارفین کو اسرار وصال کے جام پلائے
وہی مردہ دلوں کو انوار صمدیت سے زندگی بخشا ہے۔ اور
انکو معرفت کی راحتیں بخش کر شریک اس کی قوت دیتا ہے
خدا کا درود و سلام ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی
آل واصحاب وازواج پر۔ ازیں بعد واضح ہو کر کہیں
پیر ظہور شاہ کی فکر و ہدایت سے وہ مضامین پڑھے
جو اس نے جرمیت سماع اور تکفیر مجوزین سماع
کے متعلق لکھا ہے۔ مجھے اس کی جہالت پر تعجب ہوا
کہ اس نے بڑے میل اقدار مشائخ اولیاء اللہ و پیغمبرین
کی تنبیہ و توبہ کی کیسے جرأت کی ہے۔ جو جہل سماع
کے قائل ہی نہیں۔ بلکہ اس بارہ میں کہ جس تکھی
گئی ہیں۔ جیسے مدارج النبوت میں علامہ شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے اور احیاء العلوم و کیمیائے
سعادت میں حضرت امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے شرح
و ربط سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ انہیں کلام
نہیں ہے کہ پیر ظہور نے اگر ایسی کا طریق اختیار کیا
اور راہ ہدایت سے ہٹ کر گیا کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ
علماء کی توہین بھی کفر ہے۔ چہ جائیکہ اولیاء اللہ کے کرام

واصفیائہ الذین جعلوا السماع معجولہ
فعلیہ ان یتوب مما عمل والا فقد کفر
بتوہین عباد الله الصالحین

فنعوم اجاب العالم المحقق والفاضل
المدقق ضرعام الاسلام وامام المناظرین
مولانا ابو الفضل المولوی محمد کرم الدین
دعیں بھیہین من مضانہ چکوال صنف
فی هذه المسئلة رساله عجیبه وعجالة
نافعه ومذاه

کتاب لوتاملہ غیریہ لعاذ لکرمیاء بلا اریاء
قوات انکتاب من اوله الى اخره فوجدتہ عین
الحق والصواب قللہ وترہ وعلی اللہ اجرہ
حيث اتي بالادلة لى القاهرة والبراهين
الباهرة ولا شك في ان حسن الصورة
وحسن الصوت من نعم الله يهب لمن
يشاء. وهو من معجزات بعض الانبياء
كمثل داود اذا كان يقرء الزبور بالنفث
وحسن الصوت يسبح معه الجبال و
الطيور والوحوش كما جاء في القرآن الكريم
قال الامام حجة الاسلام مثل المنكر للسماع
المحرم وعن ذوقه كمثل الخنث الذي لا يعلم
لذات الجماع لفقده قوة الرجولية او كما لا علم
يعلم كيفية الخضر ليات والما بالانصاف لعدم البصارة
او كما لا تعلم ان ذلك قد انكسر كهرق عدم اولياء و درجات
قد تهر على ذلك وانما كهرق عدم اولياء و درجات

و مشائخ عظام کی تنقیص شان کی جائے جنہوں نے سماع
کو غلامیہ روح سمجھ کر اپنا معمول بنایا پیر کو کو چاہیے کہ تو بکر
ورنہ وہ سب توہین عباد صالحین کے خود کا کفر ہو گیا ہے۔
کیا عمرہ اور اچھا جواب لکھا ہے عالم نعل شریعہ
امام المناظرین حضرت مولانا ابو الفضل مولوی محمد
کرم الدین صاحب تبریز رئیس بھیہین نے۔ آئیے یہ
ایک عجیب رسالہ ترقی المسلمین تصنیف فرمایا ہے۔ اس
کے حق میں یہ شرمناک کہتا ہے کہ
(یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر لاندھا بھی اسے غور و خوض کرے تو
بیتا ہو جائے)

میں نے کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا اس کو سرسری و
صواب پایا۔ خداوند قائلے حضرت مصنف کو اس کی جزائے
خیر بخشے۔ عجیب دلائل قاطعہ اور براہین قاہرہ لکھی
گئی ہیں۔ ہمیں کیا کلام ہے کہ خوبصورتی اور خوش طرازی
نعمت الہی ہے جسے چاہے مجتہد سے۔ چنانچہ خوش
آوازی حضرت داود علیہ السلام کا اعجاز تھا۔ چنانچہ خوش
الحانی اور راگ سے زبور پڑھتے۔ بہار اور ہند جہند
آپ سے تسبیح حق میں ہم ذرا ہوتے تھے۔ جیسا کہ
قرآن کریم میں ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کہ منکرین سماع جس ذوق سے محروم
ہیں۔ انکی مثال غنث کی ہے۔ جو بیب عدم قوت
رجولیت لذت جماع سے نا آشنا ہے یا اندھے کی ہے
جو ہم بصارت کے باعث سبہ و اب دان کی کیفیت میں مبتلا
ہو یا لکھنے کی طرح جو حکومت و سلطنت کی شان سے نا واقف
ہے اور سب کو کہہ دیتی کہ اس کے لب کے بچنے میں کیا ہے

تقریظ

از قاضی محمد الحسن صاحب ظفر متوطن چکوال ضلع جہلم معلم مولوی فاضل کلاس اولیٰ رشید کالج لاہور

نکھی گئی کتاب یہ کیا لا جواب ہے
مضبوط میں دلائل و برہان میں قوی
جو دیکھتا ہے اسکو وہ کہتا ہے مرجہا
فاضل میں بیظیر مناظر میں بے بدل
عالم میں اسکا شہرہ ہے دنیا میں مہوم کر
سننے ہی نام ہوتے مخالف ہیں دم بخود
یہ کس کا حوصلہ ہے کہ ہوائے ہم کلام
سایہ سے انکے شیعہ و بابی میں بھاگتے
پیر ظہور نے تھا نکھا فتویٰ اک غلط
نکھا تھا ایمیں صوفی ہیں قائل سماع کے
خواہ پیر ہو کہ شیخ ہو یا مہو امام خلق
یہ پیر جی کا حملہ بزرگان دین پر
چھوٹے سے منہ سے بات بڑی بڑی ناروا
گتا خی ایسی کرنا گناہ عظیم ہے
تردید اسکی نکھی جو حضرت دبیر نے
لومنے چھپائے پھرتے ہیں پیر ظہور اب
اب ہو چکی نماز مصلے اوٹھا کیے
پردہ ڈھکا ہوا تھا مشخت باب کا
لازم ہے یہ کہ تو بہ کریں صد قدل ہے اب

یہ مشورہ ظفر کا ہے پیر ظہور کو
توبہ کرو ورنہ تو حالت خراب ہے

اسما گرامی علماء و فضلاء متصدین لہذا

مولانا مولوی احمد الدین صاحب گانگوی	مولانا مولوی محمد حسین صاحب سجادہ الشین و شریف
مولانا مولوی عزیز الدین صاحب سجادہ الشین چاچہ شریف	مولانا مولوی سید غلام فرید شاہ سجادہ الشین بکوکے شریف
مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب	مولانا مولوی ظہور احمد صاحب بگوی بھیر دی۔
مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب	مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب مند والی۔
مولانا مولوی محمد قازی صاحب بارگورہ شریف	مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب تونسہ شریف
مولانا مولوی محمد احسن صاحب چکوالی	مولانا فضل کیم صاحب مولوی فاضل پرنسپل العلوم قصور
مولانا مولوی محمد کامل صاحب مبلغ حزب اللہ	مولانا مولوی نور محمد صاحب مبلغ حزب جلالیہ
مولانا مولوی الہ الدین صاحب حکیم ملک وال	مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب خانقاہ کڑی شریف
مولانا پیر میر شاہ صاحب مبلغ حزب جلالیہ شریف	مولانا مولوی غوث محمد صاحب خانقاہ خونیانی امام تنظیم
مولانا مولوی مفتی عطاء محمد صاحب کٹوی	مولانا مولوی غلام احمد صاحب راوان شریف
مولانا مولوی محمد صاحب مدرسہ اسلامیہ چکوال	قاضی غلام ربانی صاحب (چکوال)
مولوی حافظ غلام حسین صاحب باب میں علماء علوم چکوال	مولوی محمد امین صاحب باب میں علماء علوم چکوال
مولوی ظفر حسین صاحب فیاض، پرنسپل مدرسہ ہائی کول چکوال	مولوی غلام احمد صاحب (مولوی فاضل) ننگر پوٹ
مولوی غلام حسین صاحب کوٹلی کہاٹہ	مولوی محمد عابد صاحب۔ مورہ کہ لکھی
مولوی ثناء اللہ صاحب پنجاب	مولوی سید گلشن صاحب نقشبندی مجددی

اور بھی بہت سے علماء و فضلاء کے نام باقی ہیں جو بوجہ عدم گنجائش یہاں درج نہیں ہو سکے۔

پیر ظہور صاحب کو دوستانہ مشورہ

پیر صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے چنانچہ انھوں نے جدید ایڈیشن میں ظہور ہدایت سے وہ
غلط فتویٰ بالکل نکال دیے بہتر ہے کہ ایک محدث نامہ چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مشائخ عظام
و علماء کرام سے معافی مانگ لیں تاکہ یہ شو رٹ جائے اور اگر اب بھی بعد رہیں تو پھر ضلع جہلم میں کوئی
مگراد تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تاکہ بالمشافہ تبادلہ خیالات کر کے انکی تسلی کر دی جائے و ما
علینا الا البکاء (ابوالفضل مولوی محمد کریم الدین عفی عنہ)

نایاب و ندرت

اقتاب ایت

بدریابی

رد شیعہ میں ایک ایسی بُر دست جامع اور اجاب کتاب ہے جس کے شیعہ دنیا میں تزلزل ڈال رہے اور بڑے بڑے مجتہدین علماء شیعہ اسکے جواب دینے سے عاجز ہو گئے ہیں۔ تمام مقتدر ہلما می جرائد و رسائل میں اسکی تعریف پر زور الفاظ میں شائع ہو چکی ہے۔ اور تسلیم کیا گیا ہے کہ اس موضوع میں بختک سلیس فصیح اردو میں ایسی جامع کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ہندو سندھ و پنجاب کے گوشہ گوشہ ہے اسکی مانگ ہو رہی ہے۔ ہر ایک مناظر۔ عالم اور ائمہ مساجد کے پاس اسکا ہونا ضروری ہے۔ جسکے پاس یہ حیرت ہونا ممکن ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مجتہد شیعہ بھی اوس سے مقابلہ کر سکے۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ کاغذ اعلیٰ رنگین۔ ضخامت بہ صنف قیمت ... سے

السيف المسلول

مشتبہ قادیان کا کوئی جھگڑا

رد شیعہ میں بُر دست حربہ

گورداسپور کے بلدیہی مقامات

جنہیں میرے قادیان و سال تک سرگردان رہا۔ آخر کار سات سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ ان کے ساتھ کی روٹا د پڑھنے سے مرزا جی کی نبوت حذقت کی ساری قلعی کھل جاتی ہے عدالت میں غش کھا کر گرنا پیاس کے مارے لب بجان ہو جانا اور بانی کا نہ ملنا مقدمہ کی ہیبت سے مرزا جی کا بیمار کی سنگاری میں اقرار ہو جانا۔ مرزا جی کا موٹا شاف کے حلقی بیانات میں درجنوں جھوٹ بولنا۔ کتاب بلدیہ ہے ایڈیشن ثانی زیر طبع قیمت ایک روپیہ۔ - - -

اس میں صرف آیات قرآن سے فضائل اصحاب ثلاثہ کا ثبوت دیا گیا ہے شیعہ کو اسکا جواب لکھنے کے لئے چھ سال کی مہلت دی گئی تھی اب ۳ سال ہو گئے ہیں کسی کو جواب لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس میں دواور بھی مفید رسائل ہیں قیمت آٹھ آنہ۔

صدقت مذہب نعمانیہ

اس رسالہ میں مذہب خفی کی حقانیت کے دلائل دیے گئے ہیں اور ائمہ پیش کے چند پرچہ عقائد و مسائل کی فہرست بھی دی گئی ہے قیمت دو آنے .. ۲۲

یتہ ابو الفضل مولوی محمد کرم الدین بنسین تحفہ جلال جہلم
محمد ناس کا تب محمد بنسین محمد کرم